جناب عبدالواحد

خلیفۂ اوّل

حضرت صدّیق اکبرؓ قرآن کے آئینے میں!

خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بعد انبیاء و رسل جملہ خلائق و مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے، مردوں میں سب سے پہلے قبولِ اسلام کی سعادت محض آپ کو نصیب ہوئی۔ بارگاہِ رسالت سے صدیق و عتیق کے لقب پائے۔ امت مسلمہ میں آپ ہی کا وجود مسعود ہے، جس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں امیر الحجاج منتخب کرکے آپ کے خلیفہ اول کی نامزدگی کی تعبیر و تصدیق فرمائی اور اپنی آخری علالت کے دوران "مُرُوْا اَبَابَکْرٍ لِیُصَلِّ النَّاسَ" فرما کر آپ کی خلافت کی تائید و تاکید کر دی۔ دورانِ ہجرت صاحب الغار بنے اور بعد از وفات صاحبِ مزار سے بہرہ ور ہوئے۔

چنانچہ انہی ستودہ صفات کے حامل صدیق اکبرؓ کی زندگی کے چند محاسن و محامد اور فضائل و شمائل کا ذیل میں مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب "قرآن حکیم" مندرج فرمایا ہے

تقویٰ و پرہیزگاری

سعیدؒ بن صفوان جو مصاحبتِ حضرت علیؓ میں تھے، نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک

۱؎ صحیح مسلم

دفعہ قسم کھائی کہ :۔

" اس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جب ان کی تصدیق ابوبکرؓ نے کرائی "

تو یہ آیت نازل ہوئی :۔

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ○ [1]

یعنے جو آدمی سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ (دونوں) متقی ہیں۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یہ روایت درست ہے کیونکہ ایسا ہی حضرت علیؓ نے کہا۔

نیز یاد رہے کہ مفسرین نے آیت مذکورہ کا شان نزول یہی لکھا ہے کہ سچ لانے والے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے سے ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں۔ چنانچہ شیعہ تفاسیر مجمع البیان وغیرہ میں بھی یہی مرقوم ہے۔

کامل ایمانداری اور مصاحبتِ رسولؐ

قبل از بعثت بھی آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مخلص اور وفادار دوست کی سی حیثیت میں تھے۔ لیکن جب سے قبول اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ اس الفت و محبت میں بے پناہ اضافہ ہوا حتیٰ کہ جان سے بھی زیادہ ہوگئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کے انتہائی فداکار و جاں نثار بن کر رہے۔ نشست و برخاست اور حضر و سفر میں آپ کے رفیق و مشیر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

" سب لوگوں کے احسانوں کا بدلہ میں دنیا میں دے چکا ہوں مگر صدیق اکبرؓ۔ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے روز خدا ہی دے گا۔" (الحدیث)

چنانچہ ہجرت کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا سفیر بنایا اور غارِ ثور میں صاحب الغار (یارِ غار) کا اعزاز پایا جس کا ذکر قرآن پاک نے اس طرح کیا ہے۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

---

[1] شمر رکوع پارہ ۲۴

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ [1]

جبکہ وہ دونوں (رسول مقبولؐ، صدیق اکبرؓ) غار (ثور) میں تھے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب (ساتھی) کو کہہ رہے تھے کہ غم بالکل نہ کیجیے۔ بلاشبہ اللہ تعالے ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُس پر تسلی نازل فرمائی۔

اس آیت میں چند قابل غور باتیں ہیں:-

ا حضرت ابوبکر صدیق کو "ثانی اثنین" کے لقب سے نوازا گیا۔

ب "ھما" ضمیر تثنیہ کی ہے جو دو افراد پر مشتمل ہے۔ ان دونوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ مراد ہیں۔

ج "لصاحبہٖ" میں صاحب سے مراد ابوبکر اور "ہ" ضمیر کا مرجع آپؐ ہیں۔

د "اِنَّ اللہ معنا" میں لفظ "معنا" کی ضمیر "نا" میں آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

اول الذکر میں "ثانی اثنین" اور "ھما" ضمیر تثنیہ میں محض آپؐ اور ابوبکرؓ مراد ہیں۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کامل ایماندار ہونے کی زبردست دلیل ہے کیونکہ قدیم اسلامی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ کسی نبی کے ساتھ (نعوذ باللہ) کسی بے ایمان شخص کو ملا کر تثنیہ کی ضمیر آئی ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ فَأْتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

تیسری شق میں ابوبکرؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب (ساتھی) قرار دیا گیا۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی نبی نے عمدًا کسی بے ایمان کو اپنا مصاحب و ساتھی بنایا؟ ہمارا ایمان ہے کہ ایسا ہرگز نہیں

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ○

چوتھی شق میں اللہ تعالیٰ کی معیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں کے ساتھ برابر وارد ہوئی ہے۔ کیا جس شخص کو تائید ربانی اور معیت رحمانی حاصل ہو اس کے ایمان میں شک کیا جا سکتا ہے؟ بصورت دیگر تو (نعوذ باللہ) ایمانِ رسولؐ پر بھی زد پڑ سکتی ہے کیونکہ آیۂ مذکورہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ دونوں پر معیتِ خداوندی کی شہادت ہے۔

---

[1] پ۱۰۔ سورۃ التوبہ

اس ضمن میں یہ چیز بھی نقل کی جاتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت حسان بن ثابت رضؓ سے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر تم نے ابوبکرؓ کی شان میں کچھ کہا ہے تو سناؤ"

انہوں نے ذیل کے ابیات دربارِ رسالت میں پیش کیے:

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا
وَکَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

ترجمہ: برگزیدہ وہ یارِ غار رسول ہیں جب آپ پہاڑ پر چڑھتے ہیں تو دشمن ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسی کچھ ان سے محبت ہے۔ سب پر ظاہر ہے۔ دنیا میں آپ کو مخلوق میں کسی کے ساتھ محبت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ کا یہ کلام سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ:

"حسان! تم سچ کہتے ہو۔ وہ (صدیق) ایسے ہی ہیں"

محبتِ اسلام اور شہادتِ رحمٰن

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ یہودیوں کے مدرسہ میں گئے۔ یہاں کا بڑا معلم فنحاص تھا اور اس کے ماتحت ایک بہت بڑا عالم اشیع تھا۔ لوگوں کا مجمع تھا اور وہ لوگوں کی باتیں سن رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا:

"فنحاص! اللہ سے ڈر اور مسلمان ہو جا۔ خدا کی قسم تجھے معلوم ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں وہ اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں۔ ان کی صفات تورات وانجیل میں تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں"

فنحاص نے جواب دیا کہ:

ابوبکر سن! خدا کی قسم خدا ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے محتاج نہیں۔ ہم اس کی طرح نہیں گڑگڑاتے جیسے وہ ہماری جانب عاجزی کرتا ہے[1]۔ بلکہ ہم تو اس سے بے پروا

---

[1] من یقرض اللہ قرضاً حسناً کی طرف اشارہ ہے۔

ہیں۔ ہم غنی اور تونگر ہیں۔ اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا جیسے کہ تمہارا پیغمبر کہہ رہا ہے۔ ہمیں تو سود سے روکے اور خود سود دے۔ اگر غنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا؟"

اس پر صدیق اکبرؓ کو سخت غصہ آیا اور فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ رسید کیا۔ اور فرمایا:۔

"خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم یہود سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں تجھ جیسے دشمنِ خدا کا سر قلم کر دیتا۔"

فنحاص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکایت کی۔ آپؐ نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ اسے کیوں مارا؟ تو آپ نے سارا واقعہ من و عن کہہ سنایا۔ اس پر یہودی اپنے اس قول سے منحرف ہو گیا کہ میں نے تو یہ بات بالکل نہیں کہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے گواہ طلب کیا۔ چونکہ اس وقت کوئی مسلمان گواہ موجود نہیں تھا جس کا نام حضرت ابوبکرؓ شہادت کے لیے پیش کرتے۔ اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت پریشان ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی حیرانگی و پریشانی کو دور کرنے اور اصل واقعہ کو واضح کرنے کے لیے آپ کی شہادت خود خدائے ذوالجلال نے ان الفاظ میں دی:۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ [2]

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات کو سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی و تونگر ہیں۔ ان کے اس قول کو ہم لکھ لیں گے اور ان کا انبیاء کو بے وجہ قتل کرنا بھی اور ہم ان سے کہیں گے کہ جلنے والا عذاب چکھو۔

قارئین کرام! غور فرمائیے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بصورتِ عدمِ گواہ قصاص میں ایک زوردار تھپڑ کی سزا ملنا ضروری تھا مگر خدا تعالیٰ کو اتنا بھی صدیق اکبرؓ کے لیے گوارہ نہ ہوا۔ فوراً آیت نازل فرما کر اس کی شہادت و گواہی دیتے ہوئے آپ کو بری قرار دیا۔ جو خدا صدیق اکبرؓ کے لیے ایک تھپڑ کی سزا بھی برداشت نہ کرے۔ بھلا وہ خدا ایسے انسان کو جہنم کی سزا کے لیے کیسے گوارا کرے گا؟ اَلَيْسَ

---

[1] مَنْ يُّقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کی طرف اشارہ ہے [2] پ سورۂ آل عمران

مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝

سخاوت و فیاضی

آپ بہت بڑے سخی اور فیاض تھے۔ مسلمان قیدیوں کو رہا کرانے میں آپ پیش پیش تھے۔ آپ نے جن مسلمان قیدیوں کو معاوضہ دے کر آزاد کرایا ان میں وہ بھی ہیں جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حضرت بلال حبشی امیہ بن خلف کا غلام تھا۔ جونہی اسلام قبول کیا۔ آپ کو امیہ بن خلف کے گوناں گوں ظلم وستم کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس پیمانہ غلہ کے بدلے میں خرید کر آزاد کرا دیا تو یہ آیات حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئیں:۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ [1]

قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ:۔

"حضرت ابوبکر صدیق مکہ مکرمہ میں ابتدائے اسلام میں بڑھیا عورتوں اور ضعیف لوگوں کو جو مسلمان ہو جاتے تھے آزاد کروایا کرتے تھے۔ اس پر ایک مرتبہ آپ کے والد ابوقحافہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا بیٹا! تم جو ان کمزور ہستیوں کو آزاد کرتے پھرتے ہو۔ اس سے یہ اچھا ہے کہ نوجوان طاقتوروں کو آزاد کراؤ تاکہ وہ تمہارے کام آئیں، تمہاری مدد کریں اور دشمنوں سے لڑیں تو بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جان! میرا ارادہ دنیوی فائدہ کا نہیں میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس پر آپ کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں:۔

---

[1] پ۳۰، سورۃ لیل

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ○
وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ○
وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ○ [1]

پس جو شخص دیتا رہے گا اور ڈرتا رہے گا اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔ لیکن جو بخیلی کرے گا اور بے پرواہی برتے گا اور نیک باتوں کی تکذیب کرے گا تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔ اس کا مال اس کو اوندھا کیا جانے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔

عروہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سات ایسے اشخاص کو آزاد کرایا جن کو محض اسلام قبول کر لینے کی پاداش میں تعذیب دی جاتی تھی تو اس پر یہ آیات آپ کے حق میں نازل ہوئیں۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ○ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ○ [2]

اور اس (نارِ جہنم) سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو پرہیزگار ہوگا اور جو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہوگا۔ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو بلکہ اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا مطلوب ہوتی ہے یقیناً وہ (خدا) بھی عنقریب رضامند ہو جائیگا۔

چنانچہ صحیح حدیث میں مرقوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"صدیق اکبرؓ کے مال نے جو مجھے نفع پہنچایا ایسا کبھی کسی اور کے مال نے نہیں نفع دیا۔" [3]

مغفرتِ ربِّ غفور

مسطح بن اثاثہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا غلام تھا لیکن بہتانِ صدیقہؓ میں شامل تھا۔ جب اللہ تعالے نے ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ کی برارت نازل فرمائی تو آپؓ نے اپنے غلام مسطح بن اثاثہؓ کا روزینہ بند کر دیا اور قسم کھائی کہ واللہ! میں اس کے ساتھ کبھی بھی کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے

---

[1] پ۳۰۔ سورۂ لیل [2] ایضاً [3] صحیح بخاری

حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت مسطح بن اثاثہؓ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اپنی مغفرت وبخشش کا یوں انعام فرمایا ۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ [1]

تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے لیے قسمیں نہ کھانی چاہییے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہییے ۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور اللہ تعالےٰ مغفرت کرنے والا مہربان ہے ۔

جونہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کان میں یہ الفاظ "أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ" (کہ کیا تم مغفرت وبخشش خدا کے طالب نہیں ہو؟) پڑے تو آپ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ "ہاں! قسم ہے خدا کی ہماری تو عین چاہت ہے کہ خدا ہماری مغفرت کرے"۔ اور اسی وقت سے مسطح بن اثاثہ کو بلایا اور جو کچھ دیا کرتے تھے جاری کر دیا اور آئندہ کے لیے عہد کیا کہ واللہ! میں اس کے ساتھ کبھی بھی اس کا مقررہ روزینہ بند نہ کروں گا ۔

جنت کا سرٹیفکیٹ

ابن حاتم بقول ابن شوذب بیان کرتے ہیں ۔ جس کو صاحب تفسیر ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے کہ:
وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ [2] ○ جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا اس کیلئے دو جنتیں ہیں کی آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ۔

---

[1] پ ۱۸ ۔ سورۂ نور [2] پ ۲۷ ، سورہ رحمٰن